© rasailojaraid.com

بیکار نہ پڑی رہنے دیں گے اور فصل خریف وربیع دونوں سے جتنی ممکنہ پیداوار ہوسکتی ہے حاصل کر کے رہیں گے، تاکہ آپ کے گھر میں پولی تھین کے شاپر کم سے کم آئیں، آپ کے پیسے آپ کی جیب میں رہیں، آپ کی صحت آپ کے پاس رہے، آپ اور آپ کے بچے محنت کے عادی ہو جائیں جو کامیابی کی کلید ہے خواہ وہ میدانِ سیاست ہو، کاروبار ہو، کھیتی باڑی ہو، نوکری ہو یا حصول علم......سب میں محنت اور صرف محنت، یہی کسوٹی ہے، جس کی بنا پر کھرے کھوٹے کی تمیز کی جاسکتی ہے۔

مہنگائی صرف دکانوں کی اشیاء میں نہیں ہے، ہمارے اپنے وسائل بھی الا ماشاء اللہ نہایت مناسب قیمتوں کے حامل ہیں۔ ذیل میں ایک تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے:

نمبر شمار	نام اشیاء	قیمت دیسی (لوکل) فی کلو	قیمت بدیسی (نان لوکل) فی کلو
1	مکھن	450تا500روپے	120تا250روپے
2	مرغی (انڈے والی)	250تا300روپے	150تا250روپے
3	دالیں (لوبیا وغیرہ)	60تا80روپے	50تا95روپے
4	گوشت چھوٹا	220تا240روپے	....
5	انڈے	100تا120روپے درجن	70تا80روپے درجن
6	گندم	15تا20روپے	08روپے فی کلو
7	جو	10تا15روپے فی کلو	....
8	کنگنی باجرہ وغیرہ	20 تا25روپے	....
9	میمنا (بکری کا بچہ)	1500تا2500	....
10	دودھ	48روپے فی کلو	60روپے (ملک پیک)

اسی طرح ہر لوکل چیز کی بہت مارکیٹ ہے، شرط یہ ہے کہ آپ کے پاس چیزیں موجود ہوں۔ آپ یہ چیزیں خود بھی پیدا کر کے اپنی گھریلو معیشت کو بہتر کر سکتے ہیں۔ بس صرف ایک شرط ہے اور وہ ہے: ''محنت''

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عصری علوم

اسلام کو درپیش مسائل اور داعیان حق کا فریضہ

عبدالرحیم وارثی

اسلامی علوم وفنون تو ایک مسلمان کی سعادت دنیوی اور نجات اخروی کے لیے نہایت ضروری ہے۔قرآن وحدیث کا علم انسان کی روحانی غذا، مصائب وآلام کا تریاق، افکار واضطراب کا درماں، سلگتے ہوئے سوالات کا شافی جواب اور سب سے بڑھ کر نجات اخروی کا ابدی پیغام ہے۔ علمائے اسلام نے اپنی علمی وفکری صلاحیتیں صرف کر کے اپنا فریضہ بخیر وخوبی سرانجام دیا۔دینائے اسلام، یورپ، امریکہ اور روس کے مکتبات علماء وصلحائے اسلام کی قلمی جدوجہد پر گواہ ہیں:

تلک آثارنا تدل علينا فانظروا بعدنا الى الآثار

اسلام کی عالمگیر رسالت اور اس کی خدمات کو آج کی گلوبل دنیا میں زیادہ سے زیادہ مؤثر، بلیغ اور دلکش انداز میں ہر زبان، ہر قوم اور ہر معاشرے میں کس طرح پیش کیا جائے؟ اور قرآن کریم کی مطلوبہ حکمت عملی اور موعظہ حسنہ کس اسلوب میں ہوسکتا ہے؟ یہی ان سطور کی غرض وغایت ہے۔آرزو ہے کہ عصری علوم وفنون، قرآن وسنت کے ادنیٰ خادم ہوں، بوقت ضرورت اس کے ہاتھ پیر اور محافظ ہوں۔

اسلام جیسے آفاقی اور ابدی دین کی بہ سے بہتر انداز میں نشر واشاعت اور صالح معاشرے کی تشکیل وتعمیر کے بارے میں فکری وعملی کوشش کرنا اس دین کے فرزندوں کی ذمہ داری ہے۔﴿لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما﴾(النساء:۱۱٤) معاشرہ سے تنگ آکر بوریا بستر اٹھانے، جنگلوں اور پہاڑوں میں درویشی اور قلندری کی زندگی گزارنے والے کی نسبت وہ آدمی بدرجہا بہتر ہے جو معاشرے کی ایک اکائی بن کر امر بالمعروف اور نهي عن المنكر کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ارشاد نبوی ہے: (المؤمن الذى يخالط الناس ويصبر على آذاهم اعظم اجرا من المؤمن الذى لايخالط الناس ولا يصبر على آذاهم) (ابن ماجة، كتاب الفتن باب الصبر على البلاء حديث ۴۰۳۲ عن ابن عمرؓ)

مولانا محمد عیسی منصوری چیرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن مسلمانوں کی عمومی غفلت اور غیر ضروری بحث ومباحثہ کا رونا یوں روتے ہیں ''مسلم معاشرے کی اندرونی توانائی کا ایک بہت بڑا سبب اہل دین کا اعتقادی وفقہی جھگڑوں میں مشغول رہ کر انسانیت کے اپنے فریضے سے غافل ہوجانا ہے۔'' (ماهنامه الشريعة مئی 2006)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج مسلمانوں کا حریف حد درجہ چالاک ہے جن کی سیاست کا اصول ہے کہ انسانوں کو کسی قاعدے، قانون، اصول اور آئین کا پابند نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے مفاد کی خاطر جو حربہ موزوں نظر آئے اسے اختیار کر لینا چاہیے۔ صاف لفظوں میں انسان کشی کا یہ دورویہ اصول عصر حاضر کی مغربی سیاست کے امام اٹلی کی مشہور شخصیت میکیاولی کا تھا۔ وہ کہتا ہے:

''بادشاہ کے لیے صفت روباہی نہایت ضروری ہے تا کہ وہ دجل وفریب کے جال بچھا سکے۔ عقلمند بادشاہ وہ ہے کہ جب وہ دیکھے کہ کوئی عہد یا معاہدہ اس کے مفاد کے خلاف جاتا ہے یا جن وجوہات کے پیش نظر وہ معاہدہ کیا تھا وہ باقی نہیں رہیں تو اسے بلا تامل توڑ ڈالے، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس قسم کی عہد شکنی کے لیے نہایت پر فریب دلائل بہم پہنچائے جائیں۔ صحیح حکمت عملی یہ نہیں کہ پہلے سے متعین کر لیا جائے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ حکمت عملی یہ ہے کہ حسب موقع جو صورت اپنے فائدے کی نظر آئے اختیار کر لی جائے۔ (انسان نے کیا سوچا:232)

مسلمانوں کو جہاں خیر وفلاح کے ذرائع جاننا ضروری ہے وہاں پر شر اور اس کے ذرائع ومنابع اور جڑ سے کھوکھلے کر دینے والے اسباب ومحرکات کو بھی جاننا ضروری ہے۔ حکم الٰہی ہے ﴿یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم﴾ صحابہ کرام ﷺ کی عملی زندگی اس نقطہ نظر کی بہترین مثال تھی۔ جاہلی معاشرے سے براہ راست واسطہ پڑنے کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کی نسبت حصول خیر اور دفع شر میں بے نظیر طبقہ تھا۔ رازدانِ رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تو شر سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے شر کے متعلق زیادہ سوال کرتے تھے۔ مدبر اسلام جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کلام آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے: (انما تنقض عری الاسلام عروة عروة اذا تشأ فی الاسلام من لایعرف الجاهلية) ''اسلام کے کاج اس وقت ریزہ ریزہ ہو جائیں گے جب اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو جاہلیت کو بالکل نہ جانتے ہوں۔''

(المفصل فی شرح حدیث من بدل دینه فاقتلوه لعلی بن نایف الشحود ۲/ ۷۹)

ایک طبیب حاذق کی طرح ہمیں اپنے مشکلات ومسائل کو جاننا ضروری ہوگا تا کہ اس مرض کی تشخیص اور علاج ممکن ہو جائے۔ ان میں سے بعض مسائل بالاختصار درج ذیل ہیں:

ا۔ اسلامی تہذیب واقدار پر مغربی یلغار

عالمی سطح پر فکر وفلسفہ اور تہذیب واخلاق کے مختلف رویوں کے درمیان کشمکش اور تصادم سے اسلام واضح طور پر نکھر کر سامنے آیا ہے۔ مغرب میدانی اور فکری جنگ کے ذریعے اسلام کو عالمی منظر سے ہٹا دینے کے لیے پوری قوت اور لاؤلشکر کے باوجود ناکام رہا اب خود سدھرنے کے بجائے ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ جس طرح بہت سے الہامی مذاہب سوسائٹی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فکری، ثقافتی اور معاشرتی قیادت سے دستبردار ہو گئے ہیں اسی طرح اسلام کو بھی معاشرتی قیادت سے چھلاوا ہونا چاہیے اور دوسرے مذاہب کی طرح اپنی سرگرمیاں پرائیویٹ دائروں تک محدود کر لینا چاہیے۔اس کے لیے بھی ایک المناک پس منظر ہے کہ ''آج سے 300 برس قبل یورپ میں مسیحیت کے علمبردار اپنے احکام وقوانین کی تعبیر وتشریح میں زمانے کے تغیرات اور ماحول کی تبدیلی کا لحاظ رکھنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔نہلے پہ دہلا یہ ہوا کہ مذہب کے اجارہ دار کنیسہ کی انتظامیہ، سائنس اور ترقی کو کفر اور اس سے منسلک افراد کو دین سے باغی اور مرتد قرار دے کر پسِ دیوار زنداں ڈالنے لگا۔اس پر یورپ کے عوام نے ''تنگ آمد جنگ آمد'' کے تحت فیصلہ کر لیا کہ مذہب اگر ارتقاء اور ترقی کے ساتھ چلنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اسے اپنی جگہ کھڑا رہنے دیا جائے اور سوسائٹی کو اپنی رفتار کے ساتھ آگے بڑھنے دیا جائے۔اس کا خوفناک نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب اور سوسائٹی کا رشتہ باہمی ٹوٹ گیا اور مذہب کی رہنمائی اور حدود سے آزاد ہو کر ''مادر پدر آزادی'' کا راستہ اختیار کر لیا۔اور مسیح علیہ السلام کے قول (اعط ما لقیصر لقیصر وما للہ للہ) کی غلط اور من مانی تشریح کر کے دین اور دنیا کا رشتہ کاٹ دیا۔تقریباً یہی صورتحال اسلام کے ساتھ بھی پیش آئی۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں: ''بدبختی سے مسلمانوں نے دین اور دنیا میں تفریق وامتیاز کا ایک خط کھینچ دیا، اور مسلمانوں نے نہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ اسلام کے قدیمی دشمن شیطان رجیم نے اس تفریق کی بنیاد ڈالی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اللہ کی قائم کی ہوئی وحدت کو مٹا کر ایک انسانی تقسیم کے ذریعے دو جماعتیں لیڈروں کی مقرر کر دی گئیں۔نماز اور روزے کے مسائل تو بہ اسم دین علمائے دین کے سپرد کر دیے گئے کہ فتوی نویسی کے قلم وسیاہی پر قناعت کر لیں، باقی تمام اعمالِ زندگی کی اصلاح وفلاح کو بہ اسمِ دنیا نئے لیڈروں نے اپنے قبضے میں لے لیا، کہ ان رموزِ جدیدہ اور مقتضیات خانہ کی مسجد نشینوں کو کیا خبر؟ یہ تقسیم ایسی ہی تقسیم تھی، جیسی ایک ایرانی شاعر نے اپنے آبائی ترکے کے اسہام (حصص) مقرر کرتے ہوئے کی تھی:

از فرشِ خانہ تا بہ لبِ بام ازان من   و ز صحنِ خانہ تا بہ ثریا ازان تو!

مگر فی الحقیقت اسلام کے نزدیک ایسی تفریق کم از کفر نہیں۔اس کی دنیا دین سے الگ نہیں، بلکہ دین دنیا ہی کا عملی نام ہے۔پس مسلمانوں کے دینی معاملات ہوں خواہ دنیوی، ان کے قدرتی لیڈر صرف دینی پیشوا یعنی علماء ہی ہو سکتے تھے اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ علماء ہی رہے۔تاہم بدبختی یہ ہے کہ ہمارے علماء نے بھی دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں اور جس مسند پر ان کو اللہ اور رسول ﷺ نے بٹھایا تھا، اس کی اہلیت کی تحصیل سے بے پروا ہو کر نا اہلوں کے لیے چھوڑ دی، ایسی حالت میں اگر دوسرے قبضہ نہ کر لیتے تو کیا کرتے؟   تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہوں نے بھی اپنا منصب صرف اتنا ہی سمجھ لیا کہ:

رموز مملکت خویش لیڈران دانند   گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

(الاعتصام: ۲۳. ۵۸)

مغربی ثقافت وکلچر دھیرے دھیرے ہمارے اندر فروغ پا رہا ہے ﴿ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾ سیف وسنان کی زبان سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے، اسی طرح کسی بلائے ناگہانی کی روک تھام کے لیے اس کی ماہیت، پس منظر، عوامل ومحرکات، طریقہ کار، اور ہتھیاروں سے واقفیت ضروری ہے۔ عربی ضرب المثل ہے :

(قبل الرمی یراش السھم)

جب اسلامی معاشرے میں یونانی فکر وفلسفہ نے فروغ حاصل کر کے اسلامی عقائد کے نظام کو متاثر کرنا شروع کر دیا تو ہمارے اکابرین امام غزالی، ابوالحسن اشعری، ابومنصور ماتریدی اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حرانی رحمہم اللہ نے یونانی فکر وفلسفہ پر عبور حاصل کر کے اسی زبان ومنطق میں اس کے پیدا کردہ اعتراضات وشبہات کا جواب دے کر اسلامی عقائد کی حقانیت اور برتری ثابت کی تھی۔ (ماہنامہ شریعہ اپریل 2006)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ (ولولا ان اصحاب القول کثروا وظھروا وانتشروا وھم عند کثیر من الناس سادات الانام ومشائخ الاسلام واھل التوحید والتحقیق وافضل اھل الطریق حتی فضلوھم علی الانبیاء والمرسلین واکابر مشائخ الدین، لم یکن بنا حاجۃ الی فساد ھذہ الاقوال وایضاح ھذا الضلال)(الفتاوی: ۲/۳۵۷)

لیکن جہاں تک مغربی تہذیب وتمدن اور فکر وفلسفہ سے اخذ واکتساب اور اس کے حدود کا تعلق ہے، مولانا زاہد الراشدی فرماتے ہیں کہ ''مغرب کی لادینی جمہوریت ہو، مطلق جمہوریت ہو یا اس کی مجموعی تہذیب وترقی ہو۔ اس پر مسلم امہ کا ردعمل دو انتہاؤں کے درمیان PENDULIUM بنا ہوا ہے۔ ایک طرف اسے مکمل طور پر قبول کر لینے کی بات ہے اور دوسری طرف اسے مکمل طور پر مسترد کر دینے کا جذبہ۔ ہمارے ردعمل کے اس پنڈولم کو درمیان میں قرار کی کوئی جگہ نہیں مل رہی اور یہی ہمارا اصل المیہ ہے۔ (ماھنامہ الشریعۃ، مارچ 2005 بعنوان عالم اسلام اور مغرب متوازن رویے کی ضرورت)

معروف سکالر علامہ محمد اسد، سید ابوالحسن علی ندوی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی رائے میں ''مغربی تہذیب وتمدن کے بعض پہلو مثلاً سیکولرازم، قومیت و مادیت پرستی، ربا، حلت پسندی، اخلاقی وجنسی بے راہروی وغیرہ ایسے قسم کے طور وطریقے یکسر

© rasailojaraid.com